© rasailojaraid.com

مصارف زکوٰۃ کے سلسلے میں چند ضروری باتیں

استفتا

(جناب مولوی نجم الدین صاحب اصلاحی)

"مصارف زکوٰۃ میں "فی سبیل اللہ" کی تحدید و توسیع کا مسئلہ بہت کافی غور طلب ہے اور اس کے مختلف پہلو بحث و تحقیص کے محتاج ہیں اس سلسلے میں قاضی ابو بکر جصاص نے احکام القرآن میں جو کچھ فرمایا ہے اس کو پیش نظر رکھنا بہرحال ضروری ہے ہم سردست اصلاحی صاحب کا یہ استفسار اس توقع پر شائع کر رہے ہیں کہ حضرات علماء ان مصلحتوں کو سامنے رکھ کر اس پر غور فرمائیں گے جن کی جانب فاضل مضمون نگار نے توجہ دلائی ہے۔ (برہان)

زکوٰۃ کے مصارف میں ایک مصرف فی سبیل اللہ ہے جس کے بارے میں عام مفسرین اور فقہا یہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد اعانت مجاہدین اور وہ سامان جہاد ہے جو ان کی ملک میں دے دیا جائے بعضوں کے نزدیک سفر حج بھی اسی کے تحت داخل ہے جیسا کہ ام معقل والی حدیث میں آگیا ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا "فی سبیل اللہ" کے مصرف کو اس سے زیادہ وسعت دی جا سکتی ہے یعنی تبلیغ و اشاعت اسلام اور اقامت دین کے دوسرے کاموں میں بغیر تملیک کے بھی زکوٰۃ کا مال فی سبیل اللہ کے تحت صرف کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

میرے علم میں قدماء میں سے کسی کی رائے توسیع کی موافقت میں نہیں ہے البتہ کتاب الاموال میں انس بن مالک کا ایک اثر مل گیا ہے جس سے اس پر کچھ روشنی پڑتی ہے وہ اثر یہ ہے عن انس بن مالك والحسن قالا ما اعطيت فى الجسور والطرق فهى صدقة ماضية"

اسمٰعیل بن ابراہیم جو ابن علیہ کے نام سے مشہور ہیں اس اثر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں "انما تجزى من الزكوٰة" کتاب الاموال ص۵۵

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

امام ابو یوسف کے متعلق عام فقہا یہ نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فی سبیل اللہ سے مراد جہاد ہی لیا ہے لیکن کتاب الخراج دیکھنے سے پتہ چلتا ہے کہ وہ تحدید کے قائل نہیں تھے مصارف کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

فاما المولفة قلوبهم قد ذهبوا والعاملون عليها يعطيهم الامام ما يكفيهم وان قل من الثمن او اكثر اعطى الوالى منها ما يسعه ويسع عماله من غير سرف ولا تقتير وقسمت بقية الصدقات بينهم۔ فللفقراء والمساكين سهم۔ وللغارمين وهم الذين لا يقدرون على قضاء ديونهم سهم وفي ابناء السبيل المنقطع بهم سهم۔ يحملون به ويعانون وفي الرقاب سهم وسهم في اصلاح طرق المسلمين الخ

خط کشیدہ الفاظ خاص طور سے قابل غور ہیں اور آٹھواں مصرف جس سے مراد "فی سبیل اللہ" ہی ہو سکتا ہے اس لئے کہ اس سے پہلے یا بعد اس مصرف کی تشریح نہیں کی ہے اور نہ تشریح میں قرآن کی ترتیب کو ملحوظ رکھا ہے۔

بخاری باب القسامہ اور ابو داؤد "باب القتل بالقسامہ" میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عبداللہ بن سہیل کے قتل کے سلسلہ میں زکوٰۃ کے سو اونٹ دیت کے طور پر دیے (فوداه مائة من ابل الصدقة) بعض روایتوں میں (من عنده) کا لفظ ہے، بہرحال ترجیح جس لفظ کو بھی ہو لیکن من ابل الصدقہ کے لفظ کو محدثین نے رد نہیں کیا ہے بلکہ اس کو تسلیم کرکے دونوں روایتوں میں تطبیق دی ہے۔ پوری تفصیل فتح الباری میں موجود ہے (ج ۱۲ ص ۲۰۶)

اسی روایت کے ماتحت قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے بعض علماء کے متعلق یہ نقل کیا ہے کہ وہ زکوٰۃ کے مال کو مصالح عامہ کے کاموں میں صرف کرنا جائز سمجھتے ہیں اور وہ خود بھی اسی کے قائل تھے (فتح الباری)

البدائع والصنائع میں ہے کہ اما قوله فی سبيل الله عبارة عن جميع القرب فيدخل فيه كل من سعى فى طاعة الله وسبل الخيرات (ج ۲)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

حال کے مفسرین میں نواب صدیق حسن خاں صاحب نے قیل کے لفظ سے مصالح عامہ کے جواز کا قول نقل کیا ہے۔ ان کے علاوہ علامہ رشید رضا مصری اور مولانا ابوالکلام آزاد وغیرہ نے اپنی تفسیروں میں وسعت دی ہے۔ حضرت الاستاد جناب سید صاحب نے بھی سیرت کی پانچویں جلد میں وسعت ہی کا پہلو اختیار کیا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور بات قابل غور ہے کہ عام فقہار کرام للفقراء اور اس کے معطوفات علیہ کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ اس پر لام "تملیک" کا ہے اور قرآن میں "فی سبیل اللہ" کا لفظ جہاں کہیں آیا ہے اس سے مراد جہاد ہی ہے۔ اس کے متعلق حضرت سید صاحب نے سیرت میں جو کچھ لکھا ہے ہم اسے نقل کرتے ہیں۔

"اکثر فقہار نے فی سبیل اللہ سے مراد صرف جہاد لیا ہے مگر یہ تحدید صحیح نہیں معلوم ہوتی ابھی آیت گذر چکی ہے للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ سے بالاتفاق صرف جہاد نہیں بلکہ ہر نیکی اور دین کا کام مراد ہے اکثر فقہار نے یہ بھی لکھا ہے کہ زکوٰۃ میں تملیک یعنی کسی شخص کی ذاتی ملکیت بنانا ضروری ہے۔ مگر ان کا استدلال جو للفقراء کے لام تملیک پر مبنی ہے بہت کچھ مشتبہ ہے ہو سکتا ہے کہ لام انتفاع ہو جیسے خلق لکم ما فی الارض جمیعاً (سیرت جلد ۵ صفحہ ۲۳۶)

ابن عربی مالکی نے کتاب الاحکام میں لکھا ہے کہ واختلف العلماء فی معنی اللذی افادت هذه اللام لام الاجل کقولك هذا السرج للدابة والباب للدار وبه قال مالك وابوحنيفه ومنهم من قال ان هذا لام التمليك کقولك هذا المال لزيد وبه قال الشافعی

اس وقت اقامتِ دین کے کاموں اور مدارس کے قیام و بقاء کی اہمیت ملحوظ خاطر رہے نیز یہ کہ اس وقت ان مدات کے خرچ کرنے میں سب عربی مدارس میں جو فقہی حیلے کئے جاتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے جب تملیک کا مسئلہ نص کی حیثیت نہیں رکھتا تو فقہی حیلوں کے بجائے اس کو اصولی طور پر کیوں نہ تسلیم کر لیا جائے۔ اور بہر حال حیلہ کی حیثیت اباحتِ مرضیہ کی نہیں بلکہ دین کی روح کے لحاظ سے تو غیر مرضیہ ہی معلوم ہوتی ہے۔

© rasailojaraid.com